تقریر بابت قرآن کریم
وقت 5-7منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

قرآن عظیم میں اعداد کا استعمال

(11 سے 30 تک ہندسوں کے ذکر کی تفصیل)

(تقریر نمبر9)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ۔(یوسف:5)

کیا عجب تو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر اُن اسرار کا

(درثمین)

معزز دوستو! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو اعداد یعنی ہندسے استعمال فرمائے ہیں ان پر گفتگو آج کل جاری ہے۔ آج 11 سے 30 تک کے ہندسوں کا تذکرہ ہو گا۔

گیارہ کا ہندسہ قرآن کریم کی سورۃ یوسف کی آیت 5 میں اَحَدَ عَشَرَ کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ جس کی تلاوت مَیں اوپر کر آیا ہوں جس کا ترجمہ یہ ہے:

کہ (یاد کرو) جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا۔ اے میرے باپ! یقیناً مَیں نے (رؤیا میں) گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں (اور) مَیں نے انہیں اپنے لئے سجدہ ریز دیکھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس آیت میں درج حضرت یوسف علیہ السلام کی خواب کی ایمان افروز تعبیر بیان فرمائی ہے جس کا خلاصہ مَیں حاضرین کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

”یہ خواب بائبل میں بھی درج ہے لیکن قرآن اور بائبل میں بیان اس خواب کی ترتیب مختلف ہے۔ بائبل میں سورج چاند کا ذکر پہلے ہے جب کہ قرآن میں سورج چاند کا ذکر بعد میں ہے۔ سورج چاند سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے باپ اور ماں ہیں جبکہ ستاروں سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ہیں۔ ستارے بھی خواب میں 11 دیکھے اور حضرت یوسف کے بھائی بھی 11 ہی تھے۔ اُن میں سب سے چھوٹے بھائی بن یامین تھے۔ یہ خواب حضرت یوسفؑ نے 11 سال کی عمر یا 12 سال کی عمر میں دیکھی تھی جبکہ باپ کی عمر پچاس سال سے اوپر تھی۔

خواب کی تعبیر یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ کے گیارہ کے گیارہ بھائی ایک نہ ایک دن آپؑ کی اطاعت میں آ جائیں گے اور یہ بھائی سورج چاند یعنی ماں باپ سے پہلے مطیع ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کا ذکر سورج چاند سے پہلے کیا ہے۔ سجدہ چونکہ کمال اطاعت کی ظاہری تمثیل کا نام ہے ایک دن ماں باپ بھی آپؑ کی اطاعت میں آ جائیں گے۔“

(خلاصہ تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 279-280)

12 کا عدد

سامعین! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں 12 کے ہندسے کو بھی بار بار استعمال فرمایا ہے۔ ترتیب کے اعتبار سے دیکھیں تو سب سے پہلے سورۃ البقرہ آیت 61 میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے 12 چشموں کے پھوٹنے کا ذکر ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
کہ اُس وقت کو بھی یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے (اُسے) کہا کہ اپنا سونٹا فلاں پتھر پر مار۔ اُس پر اُس میں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے (اور) ہر ایک گروہ نے اپنے گھاٹ کو پہچان لیا، (تب انہیں کہا گیا کہ) اللہ کے رزق میں سے کھاؤ اور پیو اور مفسد بن کر زمین میں خرابی نہ پیدا کرو۔
(تفسیر صغیر از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ صفحہ 15-16)
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر پانی کی کمی کا وقت بھی آیا تب حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اپنا عصا (سونٹا) فلاں پتھر پر زور سے مارو وہاں پانی ملے گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اُس مخصوص پتھر کے نیچے سے 12 چشمے جاری کر دیئے۔ حضرت موسیٰؑ کی قوم کے بھی 12 قبائل تھے۔ وہ آپس میں پانی پر لڑتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن 12 قبائل کے لیے الگ الگ طور پر 12 چشمے مہیا کر دیے۔
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا ہے کہ
"اس جگہ اس امر کا ذکر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سیل اپنے ترجمۂ قرآن کے نوٹوں میں لکھتا ہے کہ پندرہویں صدی کے ایک سیاح نے بشارت دی ہے کہ حُورب کی ایک چٹان میں سے اُس وقت بارہ چشموں کا نشان ملتا تھا گو وہ سارے چلتے نہ تھے۔"
(القرآن مصنّفہ سیل صفحہ 8 از تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 474)
اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف آیت 161 میں بھی بیان فرمایا ہے۔ وہاں 12 قبیلوں کے لیے اَسْبَاطًا کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ پھر 12 کا استعمال اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل ہی کے سلسلہ میں سورۃ المائدہ آیت 13 میں فرمایا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔
اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے یقیناً بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا ہوا ہے اور ہم نے اُن میں سے بارہ سردار کھڑے کیے تھے اور (اللہ نے) اُن سے فرمایا تھا (کہ) اگر تم نماز کو سنوار کر پڑھو گے اور زکوٰۃ دو گے اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے اور اُن کی ہر طرح مدد کرو گے اور اللہ کو (اپنے مال میں سے) کچھ قرضِ حسنہ کے طور پر دو گے تو مَیں یقیناً تمہارے ساتھ ہوں (اور) مَیں ضرور تم سے تمہاری بدیاں مٹا دوں گا اور مَیں یقیناً تمہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے اندر نہریں بہتی ہوں گی۔ مگر جو شخص تم میں سے اِس کے بعد بھی انکار سے کام لے تو (وہ سمجھ لے کہ) وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا ہے۔
(تفسیر صغیر از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)
مَیں نے اِس آیت کا مکمل ترجمہ اِس لیے آپ سامعین کے سامنے رکھا ہے کہ بارہ نقیب یا سردار مقرر کرنے پر بعض امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر نماز پڑھو گے، زکوٰۃ دو گے، رسولوں پر ایمان لاؤ گے اور مالی قربانی کرو گے تو مَیں ضرور تمہارے ساتھ ہوں گا، تمہاری بدیاں مٹا دوں گا، ایسے باغوں میں تمہیں داخل کروں گا جس کے اندر نہریں بہتی ہوں گی۔
حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں
"ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا تھا اور ان میں 12 سردار بنائے۔ چھاؤنیوں کو اب تک بارہ پتھر کہتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی بارہ حواری بنائے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بارہ شخص قریشی بڑے خلیفہ ہوں گے۔"
(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 86)
سامعین! تیسری جگہ 12 کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ آیت 36 میں استعمال فرمایا ہے جس میں سال میں 12 مہینوں کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ یعنی جب سے اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، اللہ کی کتاب میں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہی ہے۔
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اِس آیت کے فٹ نوٹ میں تفصیل تحریر فرمایا ہے۔
" چاندوں کے حساب سے جو اسلام نے اختیار کیا ہے سال کے مہینے صرف بارہ بنتے ہیں۔ سورج کے حساب کو ماننے والوں نے بھی بارہ ہی مہینے بنائے ہیں مگر بہائیوں نے اُنیس مہینے بنائے ہیں۔ حالانکہ چاند کے لحاظ سے اُنیس ہو ہی نہیں سکتے اور سورج کو مہینوں کا جنم دینے والے ہیئت دانوں نے بھی بارہ سے تجاوز نہیں کیا۔"
(تفسیر صغیر سورۃ توبہ زیر آیت 36)

قرآن کریم کا یہ بھی اُسلوبِ بیان ہے کہ اعداد بظاہر نظر نہیں آتے مگر اللہ تعالیٰ بیان کر رہا ہوتا ہے جیسے تقریر نمبر 2 میں دو کے ہندسے میں آئے ہیں کہ طَائِفَتَيْنِ، جَنَّتَيْنِ، فِئَتَيْنِ، طَرَفَيِ وغیرہ میں دو کا ہندسہ مُضمر ہے اِسی طرح سورت المائدہ آیت 104 میں **بَحِيْرَة** کے لفظ میں 12 کا ہندسہ بیان ہوا ہے کیونکہ بَحِيْرَة ایسی اُونٹنی کو کہتے ہیں جس کو بارہ بچے جنم دیتی اَور اُسے کُھلا چھوڑ دیتے۔

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 129)

تفسیر صغیر مَیں اِس آیت کے نیچے لکھا ہے کہ **اَلسَّآئِبَة** ایسی اُونٹنی کو بولتے تھے جو پانچ بچے جنتی وہ اُسے چراہ گاہ میں کُھلا چھوڑ دیتے، نہ حوض کے پانی سے روکتے اور نہ چارے سے۔ **وَصِيْلَة** ایسی بکری کو کہتے جو نَر اور مادہ دونوں اکٹھے بچے دیتی اُن کو ذبح نہ کرتے تھے کہ ایک کے ذبح کرنے سے دوسرے کو تکلیف نہ ہو اور **حَام** اُس سانڈ کو کہتے جس کی نسل سے دس بچے ہو جاتے، اُسے کُھلا چھوڑ دیتے اُس پر سوار نہ ہوتے اور نہ اُس سے کوئی کام لیتے۔ اِسی طرح **عَامًا** اور **سَنَة** 12 ماہ اور **يَوْمًا** 24 گھنٹے کو واضح کرتا ہے۔ مضمون کے اس دلچسپ حصّے میں بِضْعَ سِنِيْنَ کے الفاظ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے آئے ہیں کہ وہ کئی سال جیل میں رہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اِس آیت کے تحت حل لغات میں لکھا ہے اَلْبِضْعُ۔ مَابَيْنَ الثَّلٰثِ اِلَى التِّسْعِ کہ تین سے لے کر نَو سال کو بِضْعَ کہتے ہیں (اقرب)

سامعین! تیرہ 13 کا فگر گو قرآن کریم میں استعمال نہیں ہوا تاہم حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ التوبہ کی آیت 37 میں اَلنَّسِيْءُ کے معنوں میں تحریر فرمایا ہے کہ

اَلنَّسِيْءُ یہ تھی کہ کسی سال وہ محرم کو حلال کر دیتے تا کہ لوٹ مار میں آسانی ہو جائے اور پھر صفر کو محرّم بناتے۔ اس طرح سب مہینوں کو بدل کر **تیرہ** مہینوں کا سال کر دیتے۔ پھر تغیّر کر کر کے سال کو اپنی حالت پر لاتے۔"

(تفسیر صغیر، فٹ نوٹ سورۃ توبہ آیت 37)

اللہ تعالیٰ نے سورۃ القیامہ آیت 8-10 میں کسوف وخسوف کا ذکر فرمایا ہے۔ گو اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر اس میں کسی تاریخ کا ذکر نہیں کیا تاہم مفسّرینِ احمدیت نے اس ضمن میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ

حضرت محمد بن علی (یعنی حضرت امام باقر) نے فرمایا (پیشگوئی کے مطابق) ہمارے مہدی کی صداقت کے دو نشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے وہ کسی کی صداقت کے لئے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ اوّل یہ کہ اس کی بعثت کے وقت رمضان میں چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ (یعنی تیرہ 13 رمضان) کو چاند گرہن لگے گا اور سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ (یعنی اٹھائیس 28 رمضان) کو سورج گرہن لگے گا اور یہ دو نشان اس رنگ میں پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 966)

اِس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان کے مطابق ایامِ بیض یعنی چاند کی تیرویں چودھویں اور پندرہویں کو تین روزے رکھنے کی نصیحت ہے۔

سورت البقرہ آیت 197 میں جن دس روزوں کو بطور کفّارہ رکھنے کا ذکر ہے۔ جن کو دو حصّوں تین اور سات میں تقسیم کر کے رکھنے ہوں گے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے۔

"میرے نزدیک یہ روزے ایّامِ تشریق یعنی گیارہویں بارہویں اور تیرہویں ذوالحجہ کو رکھنے چاہئیں اور فِي الْحَجِّ سے مراد اس جگہ فِي اَيَّامِ الْحَج ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 435-436)

چودہ 14 کا ہندسہ بھی قرآن میں استعمال نہیں ہوا لیکن سورۃ یوسف آیت 44 میں سات موٹی اور سات پتلی گائیوں کا ذکر آیا ہے جس سے معبّرین نے سات سال قحط کے لئے ہیں جو سرسبز وشاداب اور معیشت سے بھرپور سات سالوں کے اناج کو کھا جائیں گے۔ یہ مِلا کر 14 سال بنتے ہیں اور مفسّرین نے اپنی تفاسیر میں اس تعداد کا بار بار ذکر کیا ہے۔

19 کے ہندسے کا استعمال

سامعین! اللہ تعالیٰ نے اس اہم دلچسپ اور قابل سبق ہندسے کو سورۃ المدثّر آیت 31 میں استعمال فرمایا ہے۔ مضمون کو سمجھنے کے لیے اس آیت کے سیاق وسباق کی آیات کو بھی دیکھنا ہوگا۔

سَاُصۡلِیۡہِ سَقَرَ۔ وَمَاۤ اَدۡرٰکَ مَا سَقَرُ۔ لَا تُبۡقِیۡ وَلَا تَذَرُ۔ لَوَّاحَۃٌ لِّلۡبَشَرِ۔ عَلَیۡہَا تِسۡعَۃَ عَشَرَ۔

یعنی مَیں یقیناً اُسے سَقَر میں ڈال دوں گا اور تجھے کیا سمجھائے کہ سَقَر کیا ہے؟ نہ وہ کچھ باقی رہنے دیتی ہے نہ (پیچھا) چھوڑتی ہے۔ چہرے کو جُھلسا دینے والی ہے۔ اُس پر اُنیس (نگران) ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اِس سورت کے تعارف میں 19 کے ہندسے کی تعبیر اور اہمیت یوں بیان فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں

" اس سورت میں ایسے اُنیس شدّاد ملائک کا ذکر ہے جو مجرموں کو سزا دینے میں کوئی نرمی نہیں دکھائیں گے۔ یہاں اُنیس کا عدد بعض ایسی انسانی استعدادوں کی طرف اشارہ کر رہا ہے جن کے غلط استعمال کے نتیجہ میں ان پر جہنم واجب ہو سکتی ہے۔ سر سے پاؤں تک اللہ تعالیٰ نے جو اعضاء انسان کو بخشے ہیں جن سے اگر کماحقّہ کام لیا جائے تو انسان گناہوں اور لغزشوں سے بچ سکتا ہے، ان اعضاء کی تعداد غالباً اُنیس ہے۔ لیکن جو بھی تعداد ہو، یہ سورت اس بات پر روشنی ڈال رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جنود بے انتہا ہیں اور انیس کے عدد پر ٹھہر کر یہ نہ سمجھنا کہ صرف اُنیس فرشتے ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے فرشتے بھی بے شمار ہیں جو حسبِ حال انسان کی تعذیب پر مقرر کئے جاتے ہیں۔"

(تعارف سورت المدثر از ترجمۃ القرآن صفحہ 1094)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے ان 19 اعضاء کے نام بھی گنوا دیے ہیں۔ آپؓ تحریر فرماتے ہیں کہ

"بتلایا گیا ہے کہ جہنم کے داروغے اُنیس ہیں۔ اِس عدد میں ایک عجیب راز ہے۔ دانشمند غور کریں تو وہ اِس قرآنی فلسفہ سے لطف اٹھائیں۔ انسان کے اعضاء اور قویٰ جن سے خدا تعالیٰ کی نافرمانیوں کا ظہور ہو سکتا ہے۔ وہ بھی تعداد میں اُنیس ہی ہیں۔ 2 ہاتھ، 2 پاؤں، 5 زبان، 6 دل، 7 آلہ تناسل، 8 مقعد 9، پیٹ، 10 منہ ، 15 حواسِ خمسہ، 16 فکر، 17 عقل، 18 شہوت، 19 غضب۔"

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 262)

سامعین! آج کی تقریر میں عِشۡرُوۡنَ یعنی 20 کے ہندسے کو زیر بحث لاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ عَلَی الۡقِتَالِ ؕ اِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ عِشۡرُوۡنَ صٰبِرُوۡنَ یَغۡلِبُوۡا مِائَتَیۡنِ ۚ وَاِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ مِّائَۃٌ یَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفًا مِّنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاَنَّہُمۡ قَوۡمٌ لَّا یَفۡقَہُوۡنَ (الانفال:66)

یعنی اے نبی! مؤمنوں کو قتال کی ترغیب دے۔ اگر تم میں سے بیس صبر کرنے والے ہوں تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے۔ اور اگر تم میں سے ایک سو (صبر کرنے والے) ہوں تو وہ کفر کرنے والوں کے ایک ہزار پر غالب آجائیں گے کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ سمجھتے نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"فرماتا ہے کہ مومن دس گنا کافروں پر غالب آئیں گے کیونکہ اس وقت تک اُن کا ایمان بڑھ چکا ہوگا اور خدا تعالےٰ کے وعدے بھی پورے ہو چکے ہوں گے لیکن یہ بعد میں ہوگا سر دست اُن کے ایمان اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مدِ نظر اُن کو دگنے دشمنوں پر غلبہ ملے گا۔

یہ حکم ایمان پر مبنی ہے اِس لیے ایمان کے ساتھ بڑھتا رہتا ہے۔ قیصر و کسریٰ کی جنگوں میں مسلمانوں نے دس گنے چھوڑ اسّی اور سو گنے دشمن کو شکست دی تھی۔ اِس لیے کہ انہوں نے نے صحابہ کا زمانہ بھی دیکھا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نئے نئے نشان بھی دیکھے تھے۔"

(تفسیر صغیر سورۃ الانفال آیت 66، فٹ نوٹ 2 اور 3 صفحہ 229)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے فٹ نوٹ میں فرماتے ہیں:

” حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا گیا ہے کہ مؤمنوں کو قتال کی تحریض کریں۔ اگرچہ وہ تھوڑے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ اپنے سے دس گنا زیادہ تعداد پر غالب آسکتے ہیں۔ لیکن یہ مراد نہیں کہ ہر اکیلا شخص اپنے سے دس گنا زیادہ لوگوں پر غلبہ پا لے گا۔ ایک معیّن تعداد بیان فرمائی گئی ہے کہ اگر سو ہوں تو ہزار پر غلبہ پالیں گے جو عین ممکن ہے۔“

(سورۃ الانفال آیت 66 صفحہ 285 فٹ نوٹ نمبر 1)

تیس کے ہندسے کا استعمال

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں عِشۡرُوۡنَ یعنی 20 کے بعد ثَلٰثُوۡنَ اور ثَلٰثِیۡنَ یعنی تیس 30 کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ سورت الاحقاف آیت 16 میں ثَلٰثُوۡنَ اور سورت الاعراف آیت 143 میں ثَلٰثِیۡنَ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ہر دو کا تفصیل سے ذکر تقریر نمبر 10 میں بعنوان اَرۡبَعِیۡنَ یعنی 40 میں ہو رہا ہے کیونکہ 40 کے عدد کا جماعتِ احمدیہ اور اس کی ذیلی تنظیموں سے بہت گہرا تعلق ہے۔ یہاں صرف تیس کے عدد کا ذکر کر دیتے ہیں۔ اس سے قبل آنے والے اعداد اکیس، تیئس، چوبیں، پچیس، ستائیس اور انتیس کے اعداد گو قرآن میں موجود نہیں مگر ہیں بہت مبارک۔ کیونکہ ان دنوں میں لیلۃُ القدر کی نوید دی گئی ہے۔ چوبیں کی رات کو تو قرآن کے نزول کا آغاز ہوا تھا۔ جہاں تک ثَلٰثِیۡنَ کا تعلق ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ سورۃ الاعراف آیت 143 کی تشریح میں فرماتے ہیں:

”اَرۡبَعِیۡنَ لَیۡلَۃً: چالیس کے عدد سے انسان کو ایک خاص مناسبت ہے۔ نُطفہ چالیس دن میں صورتِ انسان اختیار کرتا ہے۔ 40 دن کے بعد اس کی ماں تندرست ہوتی ہے۔ چالیس سال پر آدمی کے تمام قویٰ کمال کو پہنچتے ہیں۔ **خدا نے موسیٰؑ سے فرمایا۔ روحانی برکات کے حصول کیلئے تیس (30) دن ہماری طرف تبتّل تام کرو اور اگر دس دن اور رہو تو یہ درجہ اکمل ہے۔**“

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 230)

سورت الاحقاف آیت 16 میں بیان ماں کے 30 مہینے دودھ چھڑانے کے وقت کا ذکر سورت لقمٰن آیت 15 میں بھی ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس کے فُٹ میں تحریر فرمایا ہے۔

”سورۂ احقاف میں کہا گیا ہے کہ حَمۡلُہٗ وَ فِصٰلُہٗ ثَلٰثُوۡنَ شَہۡرًا (آیت:16) یعنی بچے کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھڑانا تیس مہینے کی مدّت میں ختم ہوتا ہے لیکن یہاں دو سال کہا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض بچے جلد پیدا ہو جاتے ہیں اور کمزور ہوتے ہیں۔ بعض زیادہ دن میں پیدا ہوتے ہیں اور مضبوط ہوتے ہیں۔ دوسری آیت میں بتایا ہے کہ جب بچہ کمزور ہو اور جلد پیدا ہو جائے تو اس کے دودھ پلانے کا عرصہ لمبا کر دیا جائے تا کہ وہ مضبوط ہو جائے۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں ان اعداد میں بیان نصائح، آداب اور اسباق پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

” قرآن کریم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ پاک کتاب ہے اور ہر قسم کے ممکنہ عیب سے پاک ہے اور نہ صرف پاک ہے بلکہ ہر قسم کی حسین اور خوبصورت تعلیم اس میں پائی جاتی ہے جس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے اور اس میں وہ تمام خوبیاں شامل کر دی گئی ہیں جن کی پہلے صحیفوں میں کمی تھی اور اب یہی ایک تعلیم ہے جو ہر ایک قسم کی کمی سے پاک ہے۔ بلکہ اس تعلیم پر عمل کر کے ہر برائی سے بچا جاسکتا ہے۔ اور نہ صرف بچا جاسکتا ہے بلکہ اس کی تعلیم پر عمل کرنے اور اس تعلیم کو لاگو کرنے سے ہی اپنی اور دنیا کی اصلاح ممکن ہے۔ یعنی یہ تعلیم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری یہی اب دنیا کی اصلاح کی، دنیا میں نیکیاں رائج کرنے کی، دنیا میں امن قائم کرنے کی، دنیا میں عبادت گزار پیدا کرنے کی، دنیا میں ہر طبقے کے حقوق قائم کرنے کی ضمانت ہے۔“

(خطبہ جمعہ 4 / مارچ 2005ء)

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✿✿✿✿